

بعدالت سپریم کورٹ آف پاکستان
(بنیادی اختیار سماعت)

بیچ:

مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری، چیف جسٹس
مسٹر جسٹس جواد ایس خواجہ، جج
مسٹر جسٹس خلیجی عارف حسین، جج

Constitution Petition No. 77 of 2010

(صدر، بلوچستان ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن)

بنام
وفاق پاکستان وغیرہ
اور

H.R.C. No. 13124-P/2011

(الطاف حسن قریشی کی درخواست)

اور

H.R.C. No. 40403-P/2011

(سید مجید زیدی کی درخواست)

اور

H.R.C. No. 40220-G/2011

(اخباری تراشہ)

اور

H.R.C. No. 43103-B/2011

(حاجی عبدالقیوم کی درخواست)

اور

H.R.C. 27045-K & 27619-G/12

(ڈاکٹر غلام رسول کا اغواء)

اور

C.M.A. No. 42-43 of 2012

(خروٹ آباد واقعہ کی انکوائری رپورٹ)

اور

C.M.A. No. 178-Q of 2012

(بلوچستان کے گمشدہ افراد کے مقدمہ کی اپیل)

اور

C.M.A. No. 219-Q of 2012

(میجر (ر) نادر علی کی درخواست)

اور

C.M.A. No. 431-Q of 2012

(جناب ذوالفقار نقوی، ایڈیشنل سیشن جج کی ٹارگٹ کلنگ)

اور

Constitution Petition No. 107 of 2012

(نوابزادہ طلال اکبر کیٹ)

بنام

وفاق پاکستان وغیرہ

منجانب پٹیشنرز:

جناب کامران مرتضیٰ، اے ایس سی

ملک ظہور شہوانی، ایڈووکیٹ

صدر، بلوچستان ہائی کورٹ بار

جناب ساجد ترین، ایڈووکیٹ/نائب صدر

جناب ہادی شکیل احمد، اے ایس سی (in Const. P #107 of 2012)

جناب صلاح الدین مینگل، اے ایس سی (in CMA 253-Q/12)

جناب نصر اللہ بلوچ، (in CMA 178-Q/12)

میجر نادر (in CMA 219-Q/12)

منجانب درخواست دہندگان/شکایت کنندگان:

Amicus Curiae:

ایم ظفر، سینئر اے ایس سی

منجانب وفاقِ پاکستان:

ملک سکندر خان، ڈی اے جی

منجانب وزارت دفاع:

جناب آصف یسین ملک، سیکرٹری
جناب ایم عرفان، ونگ کمانڈر / ڈائریکٹر (ایل)

منجانب بلوچستان حکومت:

جناب امان اللہ کرمانی، اے جی،
جناب بابر یعقول فتح محمد، چیف سیکرٹری
جناب نصیب اللہ بازئی، ہوم سیکرٹری
جناب طارق عمر خطاب، آئی جی پی
جناب قمبر دستی، کمشنر، کوئٹہ
جناب حسین قرار، ایڈیشنل آئی جی پی
میرز بیر محمود، سی سی پی او، کوئٹہ
میر حامد ثکیل، ڈی آئی جی، (تفتیش)
جناب سلیم لہری، ڈی آئی جی / سی آئی دی

منجانب آئی جی، ایف سی:

راجہ محمد ارشاد، سینئر اے ایس سی
میجر سہیل، ایچ کیو، ایف سی
میجر شاہد، ایف سی

منجانب موبائل آپریٹرز:

کوئی نہیں

منجانب پی ٹی اے:

سید اخلاق حسین موسوی، زونل ڈائریکٹر
08 ستمبر 2012ء

تاریخ سماعت:

فیصلہ

افتخار محمد چوہدری چیف جسٹس: سیکریٹری ہوم نے عدالت میں بتایا کہ بھرپور کوشش کے باوجود فرحان ولد احمد دین آغا بھر تقریباً 15 سال ابھی تک برآمد نہیں کیا جاسکا۔ تاہم اس مقصد کے حصول کیلئے مزید کوششیں کی جارہی ہیں۔

2- ڈیرہ بگٹی کے FC کمانڈنٹ موجود نہیں ہیں، ایف سی ہیڈ کوارٹر کے DAG میجر سہیل نے بتایا کہ FC کے آئی جی نے اسکی رخصت مورخہ 07-09-2012 کو منسوخ کر کے اسے عدالت کے حکم سے آگاہ کر دیا ہے۔ وہ اپنے آبائی علاقہ ملاکنڈ میں تھا جہاں سے انکے معلومات کے مطابق وہ زمینی راستے کے ذریعے نکل آئے ہیں۔ تاہم ہم نے میجر سہیل کو اس کی رخصت کی منسوخی کے حکم اور وقت ترسیل کو ریکارڈ پر لانے کا حکم دیا ہے تاکہ ہم اس بات کا تعین کریں کہ حکم کے باوجود وہ حاضر کیوں نہ ہے۔ میجر سہیل نے کمانڈنٹ کا حکم بابت منسوخی رخصت جو کہ درج ذیل ہے، پیش کیا۔

"منسوخی رخصت، کمانڈنٹ بمبور رائفلز کرنل ارشد حسین PA-28344 کی رخصت مورخہ 31 اگست سے 15 ستمبر 2012 کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ اس افسر سے رابطہ کر کے ایف سی ہیڈ کوارٹر کو نوٹ میں فوری رپورٹ کرنے کا کہا جائے صرف AGS, GHQ برانچ PS ڈائریکٹوریٹ کیلئے علاقہ ذمہ داری کیلئے مقررہ 11 Corp. کے ذریعے متعلقہ افسر کو پہنچ کر ہیڈ کوارٹر میں فوری رپورٹ کرنے کا کہا جائے۔ انتہائی فوری مسئلہ ہے"

3- مسمی کا ہو، جو کہ غائب ہے، ہمارے حکم کے باوجود پیش نہیں کیا گیا۔ اس سلسلے میں مناسب حکم کمانڈنٹ، ایف سی ڈیرہ بگٹی کے پیش ہونے پر جاری کیا جائے گا۔ اس دوران دوبارہ حکم دیا جاتا ہے کہ کمانڈنٹ مسمی کا ہو کو تلاش کر کے عدالت کے سامنے پیش کرے۔

4- محبت الوطن ہونے کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ تمام شہری قانون اور آئین کی تابعداری کریں چاہے وہ کہیں بھی ہو۔ اسی طرح پاکستان میں ہر شخص کی مقدس ذمہ داری ہے۔ تاہم ہر شہری چاہے وہ سرکاری ہو یا کوئی اور اس کے لئے لازم ہے کہ وہ آئین اور قانون سے مخلص ہو۔ حکومت بلوچستان موجودہ حالات میں ذمہ دار ہے کہ وہ بنیادی حقوق، زندگی و جائیداد اور آزادی کا قانون کے مطابق تحفظ کرے۔ ان حقوق کی پاسداری نہ کرنے پر اعلیٰ عدلیہ وفاقی اور صوبائی حکومت کو

ہدایات دے سکتی ہے کہ وہ تمام شہریوں کی زندگی اور جائیداد کا برابر تحفظ کرے۔

5۔ ان مقدمات کی مختلف تاریخوں پر سماعت نے ہمیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو ان کے سربراہان یعنی صدر اور گورنر صاحبان کے ذریعے ہدایت کی جائے کہ وہ اس بات کا اعادہ کریں جس کے وہ آئینی طور پر بھی اور 31 جولائی 2012ء کو دیے جانے والے بیان کی روشنی میں بھی پابند ہیں۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

”مذکورہ مقدمہ میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے مورخہ 24 جولائی 2012 کے حکم کی تعمیل وفاقِ پاکستان اور حکومتِ بلوچستان درج ذیل گزارشات کرتی ہیں:

کہ وفاق اور صوبائی حکومت آئین پاکستان کے آرٹیکل نو میں بیان کردہ شہریوں کے جان و مال کے تحفظ سے متعلقہ آئینی حقوق کے بارے میں اپنے آئینی فرائض اور ذمہ داریوں سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔

کہ وفاق اور صوبائی حکومت اپنے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور خفیہ ایجنسیوں کے ذریعے لاپتہ افراد کو بحفاظت بازیاب کرنے اور ٹارگٹ کلنگ یا مذہبی بنیادوں پر قتل عام اور اغواء برائے تاوان میں ملوث ملزمان کی شناخت کرنے اور گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے تک لے جانے کے لئے ہر ممکن اقدامات اٹھائے گی۔ اور ہر سطح پر مختلف عہدیداران کے مابین معاونت، باہمی رابطہ کی فضاء کو فروغ دے گی۔ تاکہ وہ سبک رفتاری سے اپنے آئینی فرائض انجام دے سکیں اور صوبے میں معاشرے کے ہر طبقہ کے افراد کے مابین امن و آشتی کی فضاء قائم کر سکیں۔ اور صوبہ بھر میں معاشی ترقی اور خوشحالی کی فضاء قائم کر سکیں۔

دستخط

سیکرٹری داخلہ، اسلام آباد

دستخط

سیکرٹری دفاع

راولپنڈی

دستخط

چیف سیکرٹری، بلوچستان

دستخط

انسپیکٹر جنرل بلوچستان

دستخط

ہوم سیکرٹری، ٹرانسپل ایریا ز ڈیپارٹمنٹ، کوئٹہ

دستخط

آئی جی، ایف سی

6- عدالت ہر سطح پر برداشت کا مظاہرہ کرتی رہی یہاں تک کہ وفاق کا اٹارنی جنرل کے ذریعے معاونت کرنے میں عدم دلچسپی کو بھی کبھی ایک طریقہ سے کبھی دوسرے طریقہ سے برداشت کیا گیا۔ مذکورہ بالا تحریری جواب کی روشنی میں عہدیداران کی شمولیت محض ان کو ان کے آئینی فرائض سے آگاہ کرنے کے لئے تھی۔ بد قسمتی سے وفاقی اور صوبائی حکومتیں اس بیان کو کسی نہ کسی وجہ سے ماننے سے اجتناب کرتی رہیں۔ جس کے نتیجے میں:

- 1- کوئی بھی لاپتہ شخص بازیاں نہیں ہوسکا۔
- 2- معصوم شہریوں کو ہدف بنا کر قتل کیا جانا خاص طور پر مذہبی بنیادوں پر بشمول اہل تشیع اور دوسرے فرقوں کے افراد کی ہلاکت جاری ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔
- 3- ایک ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج اور دو سینئر پولیس افسران اور ان کے ساتھ دوسرے بہت سارے قانون نافذ کرنے والے اداروں بشمول پولیس، ایف سی، لیویز، کوشل گارڈز کے اہلکاران کو قتل کر دیا گیا لیکن دونوں حکومتوں نے کوئی احتیاطی اقدامات نہ کیے۔
- 4- صوبہ بلوچستان میں اغواء برائے تاوان ایک کاروبار بن چکا ہے اور یہ جرم صوبہ بھر میں ہر جگہ ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ پیشہ وارانہ لوگ جیسا کہ ڈاکٹرز اور اساتذہ بھی محفوظ نہ ہے۔ لوگ اپنے طور پر اپنی جیب سے تاوان کی رقم ادا کر کے واپس آتے ہیں۔ بچے اور بچیاں دونوں اغواء ہوتے ہیں جس کے خلاف کوئی مزاحمت نہ دکھائی گئی ہے۔

7- انسپکٹر جنرل نے جو رپورٹ داخل کی ہے وہ اپنی وضاحت خود کرتی ہے۔

8- سیکرٹری دفاع مختلف مقاصد کے حصول کے لئے بشمول سول انتظامیہ کی امداد کے اور یقینی بنانے کے لئے کوشاں تھے کہ اگر کوئی فرد جیسا کہ بتایا جا رہا ہے، ایجنسیوں کی تحویل میں ہو وہ اس کو رہائی میں معاونت کرے گا۔ جیسا کہ اس معاملے میں شہریوں نے ایف سی اور دیگر ایجنسیوں کے ملوث ہونے کا الزام لگایا ہے۔ لیکن اس نے کوئی سنجیدگی کا اظہار نہیں کیا سوائے 06.09.2012 کو عدالت میں حاضری کے اور بغیر کسی وجہ کے اسلام آباد چلے گئے۔ وہ آج ہدایت کے مطابق حاضر ہوئے اور تحریری بیان جمع کرایا۔

9- سیکرٹری داخلہ واضح ہدایت کے باوجود کبھی بیماری کی وجہ سے یا کسی میٹنگ میں مصروفیت کی وجہ سے پیش نہ ہوئے۔

10- چیئرمین FBR کو بھی عدالت میں پیش ہونے کو کہا گیا تھا کیونکہ عام تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ اسلحہ اور گولہ بارود کی زائد مقدار میں میسر ہونے کی وجہ سے اور بغیر آدائیگی کسٹم گاڑیاں (کابلی) لاپتہ افراد ٹارگٹ کلنگ اور جیسا کہ مذہبی قتل اور اغواء وغیرہ کے جرائم ان گاڑیوں کے ذریعے ہوتے ہیں۔ بد قسمتی سے الزامات ایجنسیوں پر لگائے گئے ہیں جیسا کہ آئی ایس آئی، ایم آئی وغیرہ۔ جو کہ لوگوں کو راہداریاں جاری کرتے ہیں جو ممنوعہ گولہ بارود اور نان کسٹم پیڈ گاڑیوں میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ کوئی بھی قانون نافذ کرنے والے ادارے جب چاہتے ہیں انہیں گرفتار کر لیتے ہیں۔ اور وہ راہداریوں کی بنیاد پر مزاحمت کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے چلتے پھرتے ہیں۔

11- یہ وہ حقائق ہیں جو کہ آئین اور قانون پر عدم عملدرآمد کی بنیادی وجوہات ہیں۔

12- احکامات مورخہ 4 مئی، 3 ستمبر، 4 ستمبر اور 5 ستمبر، 2012 میں مذکورہ حقائق اور حالات کی روشنی میں اٹارنی جنرل کی حاضری کو مشروط کیا گیا اور نہ ہی اُس کی طرف سے اور نہ ہی ان میں سے کسی سیکرٹری کی طرف سے کوئی درخواست کی گئی ہے کہ ان کو عدالت میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائے۔ اس لیے ہم چیف سیکرٹری، حکومت بلوچستان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ یہ تمام حقائق وزیراعظم، گورنر اسی طرح وزیراعلیٰ اور ایجنسیز کے سربراہان کے علم میں لائیں اور اس بات چیت کے نتیجے کے بارے میں 19 ستمبر، 2012 کو ہمیں اسلام آباد میں اطلاع دی جائے۔ تمام عہدیداران جنہوں نے مذکورہ بالا بیان پر دستخط کیے ہیں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ بھی لازمی حاضر ہوں۔

چیف جسٹس

ن

ن

کوئٹہ

مورخہ 8 ستمبر، 2012